OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

عصر حاضر میں خواتین کی معاشی سر گرمیاں: ایک تجزیاتی مطالعہ

Economic Activities of Women in Current Era: An Analytical Study

Dr. Taiyyiba Fatima
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore.
Email: taiyyiba.fatima@gmail.com

Dr. Ahmad Raza
Assistant Professor, Imperial college of Business Studies, Lahore.
Email: ahmadrazacti@gmail.com

Dr. Intekhab Ahmad
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore.
Email: muftiintekhabahmad@gmail.com

Dr. Zafar Ali
Assistant Professor, Imperial college of Business Studies, Lahore.
Email: zafarabasi786@gmail.com

Received on: 08-04-2024 Accepted on: 13-05-2024

Abstract

The most important aspect of women's economic empowerment in Islam is that it has recognized their separate and independent identity and gave them numerous economic rights such as right to own property, share inheritance, engage in various economic activities to increase their fortune, etc. Their economic roles in Islam are governed by the broad principle of division of labor. This division of labor is based on their natural comparative advantages. Man has to look after the affairs outside the home while woman has to take care of the inside. All are accountable in his or her sphere of jurisdiction. Her services have economic value no less than man's. It is therefore obligatory for husbands to spend on their wives. The division of work and different sphere of activities prescribed by Islam is applicable in general and in normal conditions. In emergencies and special circumstances there may be change of their roles or they can join hands to share responsibilities of one another. However, a woman is never required to spend on herself or her family. Her economic support is responsibility of her father before marriage and her husband after marriage. In their absence, other near relative has to take care of her expenses. Failing that the society and finally the state will have to take this responsibility.

Keywords: Women and Islam, Economic, empowerment, Property, rights, Inheritance, Dowry.

سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی کے معاشی پہلو کی اہمیت واضح نظر آتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفع مند مال کی تعریف کی ہے اور اس مال کے کمانے کی خواہش اور اسے احسن طریقے سے خرچ کرنے اور اس مال کو مزید ثمر آور بنانے کو ضروری قرار دیا ہے اور ایسے صاحب حیثیت شخص کو سراہا ہے جو مال ملنے پر شاکر ہو اور اس مال کو لوگوں کی منفعت اور خیر خواہی کیلئے خرچ کرے۔ جبکہ اس ضمن میں سوائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے اور کوئی چیز اس کے پیش نظر نہ ہو۔ حضور رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نعم المال الصالح للمرء الصالح. [1]

''وہ کتنا ہی اچھا مال ہے جو کسی نیک انسان کے پاس ہو۔''

''کسب معیشت''اور''ابتغاء رزق''کی اہمیت کو قرآن حکیم نے جابجابیان کیا ہے:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ.[2]

''پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو۔''

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى.[3]

''اور یہ کہ انسان کو (عدل میں) وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے کوشش کی ہوگی۔''

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ.[4]

''مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔''

عصر حاضر اور عورت کی معاشی جدوجہد:

موجودہ دور کی خواتین کے لیے صحابیات کی زندگیاں مشعل راہ ہیں، اور وہ زندگی کی مختصر مگر کٹھن راہیں انہی کی روشنی میں استوار کر سکتی ہیں۔ ان مثالوں سے نتائج بر آمد ہوتے ہیں، انہی کو مد نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر خواتین شرعی حدود میں ملازمت کر سکتی ہیں۔

(۱)۔گھر کے سربراہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ، وہ اہل خانہ کے اخراجات کا کفیل ہو۔ اگر وہ اپنے فریضہ کی انجام دہی سے قاصر ہو، یا آمدنی کم ہو، تو وہ خواتین کو کسب معاش کی اجازت دے سکتا ہے۔

(۲)۔ موجودہ دور کی گرانی کے پیش نظر بھی گھر کے ہر فرد کے لیے کمانا ناگزیر ہو گیا ہے۔

(۳) میاں بیوی کی ناچاقی کی آخری صورت طلاق ہے۔ اب اگر عورت کا کوئی سرپرست نہیں تو اس صورت میں اس کو ملازمت کرنا پڑے گی۔

(۴) بیوہ عورت یا کنواری لڑکی جس کا کوئی سہارا نہ ہو تو لازما اس کو ذریعہ آمدنی کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔

(۵) عصر حاضر کا ایک بڑا مسئلہ لڑکیوں کی شادی ہے۔ لڑکیوں کے بالوں میں چاندی کے تار جھلملانے لگتے ہیں کیونکہ رشتے نہیں ملتے اور اگر ملتے ہیں تو بہت زیادہ جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں جس کی بناء پر لوگ مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ اپنی عزیز بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے بہت سا

جہیز مہیا کریں۔ اکثر والدین اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر بھی لڑکیوں سے ملازمت کرواتے ہیں۔

(٦) قطع نظر اس بات سے کہ خواتین کو معاشی جدوجہد میں حصہ لینا چاہیے، بعض حالات میں عورتوں کا ملازمت کرنا اشد ضروری ہے، مثلاً وضع حمل کے وقت خواتین کے پاس لیڈی ڈاکٹر یا نرسیں تبھی موجود ہو سکتی ہیں، جبکہ خواتین ان پیشوں کو اختیار کریں اس کے علاوہ اور کئی قسم کے نسوانی امراض کے علاج کے لیے بھی لیڈی ڈاکٹروں کا ہونا لازمی ہے۔

(٧) لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی استانیوں کا تقرر ہی ہونا چاہئے۔

(٨) موجودہ دور میں لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی طرف عام رجحان پایا جاتا ہے، جس کی بنا پر لڑکیوں کو یونیورسٹیوں میں بھی آنا پڑتا ہے، مگر افسوس کہ مخلوط تعلیم ہونے کے علاوہ استاد بھی عموماً مرد ہی ہوتے ہیں اس لیے الگ زنانہ یونیورسٹی بنانے کے لیے بھی پروفیسر خواتین کی ضرورت ہوتی ہے اور تنخواہ بھی کافی اچھی ملتی ہے۔

(٩) ملک کی ترقی میں حصہ لینے کے لیے بھی ضرورت ہے، کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر لگانے میں اپنی دماغی جسمانی اور مالی قوت صرف کریں۔

عصر حاضر کے تقاضوں اور ضروریات کو شرعی حدود میں رہ کر پورا کرتے ہوئے خواتین معاشرے میں جس قسم کے پیشے اختیار کر سکتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(ا)۔ اندرون خانہ پیشے:

ان پڑھ خواتین یا کم پڑھی لکھی خواتین یا وہ خواتین جن کو کسی ادارے میں موزوں ملازمت نہ ملتی ہو، وہ گھر میں بیٹھ کر بھی کئی قسم کے چھوٹے موٹے کام کر کے روپیہ کما سکتی ہیں کیونکہ گردش ایام کا کوئی علم نہیں کہ کب عورت پر معاشی بار آن پڑے جس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر عورت کو تیار ہونا چاہئے۔

الف)۔ دستکاریاں:

(١) بستروں کے سیٹ وغیرہ پر کڑھائی کر سکتی ہیں، جو کہ ہاتھ اور پاؤں والی مشین کے ذریعے بنائے جا سکتے ہیں۔

(٢) پڑھی لکھی خواتین تعاونی کمیٹیاں بنا سکتی ہیں۔ سربراہ خاتون لوگوں کے گھروں میں جا کر شادی بیاہ کے تیار کرنے والے جوڑے اور سیٹ وغیرہ لا کر دوسری عورتوں کو دے کر اور بعد ازاں مناسب اجرت لے کر منافع آپس میں تقسیم کر لیں۔

(٣) کروشیے کی لیس اور بستروں کے سیٹ بنا کر ضرورت مند گھروں کو دے سکتی ہیں۔

(٤) ناخواندہ خواتین سویٹر بھی بن لیتی ہیں، اون دوسرے کی ہوتی ہے، وہ صرف بن کر دیتی ہیں۔ دکانداروں سے بھی خواتین اس قسم کا کام لے آتی ہیں۔

(٥) آج کل نائلون کی تاروں سے چارپائیاں، کرسیاں، پیڑیاں، ٹوکریاں اور پرس وغیرہ بنائے جاتے ہیں اور یہ کام بھی بازار جا کر دکاندار سے

بات کر کے گھر لا کر بنا سکتی ہیں۔

(ب)۔ کھانا پکانا:

بعض خواتین کھانے پکانے کی شوقین اور ماہر ہوتی ہیں۔ایسی خواتین کیک، جام، چٹنی، مربے اور اچار وغیرہ بنا کر بازاروں میں دوکانداروں کے ہاتھ فروخت کرسکتی ہیں اور آن لائن بھی اپنا کاروبار چلا اور بڑھا سکتی ہیں۔

(ج)۔ کپڑے کی تجارت:

اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ گھروں میں باپردہ خواتین کپڑے فروخت کرتی ہیں گھر کا سربراہ مرد تھوک کے حساب سے خرید لاتا ہے اور محلہ کی عورتیں آکر ان سے خرید لیتی ہیں۔اس طرح خانگی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ آمدنی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔اس قسم کے کام عموماعورتیں اپنے زیور بیچ کر شروع کر لیتی ہیں اور بعد ازاں منافع سے اصل قیمت کو پورا کر لیتی ہیں اور دوسرے محلہ کی خواتین کو بازار نہیں جانا پڑتا۔

(د)۔ سلے سلائے کپڑوں کا کاروبار:

موجودہ دور تیز رفتاری اور عجلت کا دور بن چکا ہے۔ صارفین ہر وہ چیز جو ان کا دل چاہے فوراسے پیشتر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ان سرفہرست اشیا میں سلے سلائے کپڑے سرفہرست ہیں۔ نہ سلوانے کی فکر نہ ڈیزائننگ کی پریشانی۔ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اگر زنانہ وبچگانہ نت نئے ڈیزائنوں میں خواتین لباس تیار کروائیں اور کاروبار شروع کریں تو امید کی جاتی ہے کہ ان کا یہ کاروبار ان کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لیے منافع کمانے میں بھی مدومعاون ثابت ہوسکے گا۔

(ر)۔ خواتین کے بناؤ سنگھار کی اشیاء اور دیگر سامان ضروریہ کی تجارت:

''ابو عبیدہؒ محمد بن عمار بن یاسر نے روایت کیا ہے کہ ربیع بنت معوذ بنت عفراء نے کہا میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں انصار کی کچھ خواتین کے ساتھ ابو جہل کی ماں اسما بنت مخربہ کے پاس گئی، ان کے بیٹے عبد اللہ بن ابی ربیعہ یمن سے ان کو عطر بھیجا کرتے تھے وہ اسے فروخت کرتی تھیں، ہم ان سے عطر خرید لیا کرتے تھے، جب انہوں نے میری شیشی میں عطر ڈالی اور اسے وزن کیا جس طرح کہ انہوں نے میرے ساتھ آنے والی دوسری خواتین کے لئے عطر وزن کیا تھا اس وقت انہوں نے کہا تم لوگوں پر میرا جو حق بنتا ہے اسے لکھ دو، میں نے کہا ٹھیک ہے، میں لکھتی ہوں کہ اس کا ربیع بنت معوذ کے اوپر حق ہے، اسماء نے کہا تم پیچھے ہٹو کیونکہ تم تو اس کے شوہر کے قاتل کی بیٹی ہو، (ربیع کے والد نے غزوۂ بدر میں ابو جہل کے قتل میں ساتھ دیا تھا) میں نے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ میں اس کے بیٹے کے قاتل کی بیٹی ہوں، ابو جہل کی ماں نے کہا خدا کی قسم اب میں تم سے کچھ بھی نہیں بیچوں گی، میں نے کہا خدا کی قسم اب میں کبھی بھی تم سے کوئی بھی چیز نہیں خریدوں گی۔۔۔اے بیٹے خدا کی قسم میں نے اس سے اچھی خوشبو کبھی نہیں سونگھی بس میں غصہ ہوگئی تھی''۔[5]

دور حاضر میں ہر خاتون خوب سے خوب تر نظر آنے میں کوشاں ہے۔اس سلسلے میں بعض اوقات پیسے کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ

خواتین اگر بناؤ سنگھار سے متعلق اشیاء کا کاروبار کریں تو ان کو اس میں منافع ملنے کی امید کی جاسکتی ہے۔

(س)۔ گندم اور چاولوں کا کاروبار:

متوسط طبقہ کی خواتین جب فصل کی کٹائی ہوتی ہے تب اجناس سستی ہوتی ہیں تو وہ گندم اور چاول وغیرہ خرید کر رکھ لیتی ہیں، پھر جب محلہ کی عورتیں جب ضرورت پڑتی ہے، تو خرید لیتی ہیں، کیونکہ غریب لوگ جو سال بھر کی ضرورت کے لیے اجناس نہیں خرید سکتے۔ اس طرح ان کی بھی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور فروخت کنندہ کو بھی مناسب نفع مل جاتا ہے، ہاں اگر کوئی جنس اس نیت سے خریدی جائے کہ سال کے اختتام پر مہنگائی ہونے پر فروخت کی جائے، تو یہ بات شرعاً ممنوع ہے۔

اس کے علاوہ عورتیں سوت کات کر، چارپائیوں کا بان بنا کر، مرغی خانے کھول کر، اور سبزیاں کپاس وغیرہ چن کر اپنی ضروریات پوری کر سکتی ہیں۔

(۲)۔ ملازمت:

"انگریزی میں ملازمت کو سروس کہتے ہیں،

1: کسی کی طرف سے کسی اور کے لیے کوئی کام کرنا۔ لوگوں کی خدمت کے لیے اپنی زندگی وقف کرنا۔

2: اللہ کی بندگی، نیکی کے کاموں یا نماز وغیرہ کے ذریعے سے۔

اصطلاحی لحاظ سے ملازمت سے مراد ایسے کام کرنے کے ہیں، جن کے عوض کچھ رقم مل جائے ملازمت سے مراد ایسے کام کرنے کے ہیں جن کے عوض کچھ رقم مل جائے، اور ان سے زندگی کی بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں خواہ وہ کام کے اندر رہ کر کیے جائیں یا گھر سے باہر سکولوں کالجوں، اور دفتروں وغیرہ میں کیے جائیں۔ ملازمت کا مادہ لازم سے ہے۔ اس کے معنی کسی کے پاس ہمیشہ رہنے، خدمت، ٹوکری، ٹہل اور سیوا کے ہیں"۔[6]

"معاشرتی زندگی میں عورت کی شرکت اور مردوں سے اس کی ملاقات کا ایک محرک عورتوں کا پیشہ ورانہ کام اور ملازمت کی خاطر گھر سے نکلنا ہے، ایک عورت پیشہ ورانہ کام کے لئے گھر سے نکل سکتی ہے جب کہ اس کا مقصد اپنے نادار شوہر کا تعاون کرنا ہو، یا پیسہ کما کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہو یا اس کا مقصد اس فرض کفایہ کو ادا کرنا ہو جو اس پر جدید معاشرہ میں لازم آتا ہے، مثلاً مسلمانوں کی بیویوں اور بیٹیوں کو تعلیم دینا وغیرہ اس کام میں اس کو بہت سارے مردوں سے ملنے کی ضرورت پیش آتی ہے، مثلاً لڑکیوں کے گارجین سے ملنا، عورتوں کے شوہروں اور ان کے رشتہ داروں سے ملنا، یہاں پر قابل توجہ بات یہ ہے کہ پیشہ ورانہ کام اور ملازمت کا مقصد کچھ بھی ہو لیکن اس کی وجہ سے شوہر اور بچوں کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ عورت کے بنیادی ذمہ داری اپنے گھر کی نگہداشت ہے"۔[7]

(الف)۔ تعلیم و تدریس:

عورت کے لیے بہترین اور معزز پیشہ زنانہ سکول یا کالج میں طالبات کو پڑھانا ہے، اس طرح آمدنی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا، اور خدمت خلق

بھی ہو گی، کیونکہ ایک گھنٹہ میں اگر وہ پچاس لڑکیوں کو تعلیم دے گی، تو اس سے قوم کی پچاس بیٹیاں علم کے نور سے منور ہوں گی، جو آئندہ نسل کے لیے بہترین کردار ادا کریں گی، بشرطیکہ استانی یا پروفیسر صحیح تعلیم دے۔ لڑکیوں کی نفسیات کو سمجھے، اور انہیں ماں جیسا پیار دے، تعلیم کی افادیت سمجھائے۔ کیونکہ موجودہ دور میں تعلیم کا مقصد محض فیشن کرنا، اور مغربی تقلید کو اپنانا سمجھا جاتا ہے، اس قسم کی خامیوں کو دور کرنے کے لیے استاد کا خود بھی با عمل ہونا ضروری ہے، اگر استانی یا پروفیسر صاحبہ خود تو نازیبا تنگ عریاں لباس پہنے، بے جا فیشن کرے، پردہ نہ کرے اور لڑکیوں کو ایسا نہ کرنے کی تلقین کرے، تو اس سے اچھے نتائج بر آمد نہ ہوں گے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

اما المتعلم فآدابه ووظائفه الظاهرة كثيرة ولكن تنظم تفاريقها عشر جمل: الوظيفة الاولى: تنظيم طهارة النفس عن رذائل الاخلاق و مذموم الاوصاف اذا العلم عبادة القلب و صلاة التى هى وظيفة الجوارح الظاهرة الا يتطهير الظاهر عن الاحداث والاخباث فكذلك لا تصح عبادة الباطن و عمارة القلب بالعلم الا بعد طهارة من خبائث الاخلاق و انجاس الاوصاف۔[8]

طالب علم کے لیے ظاہری آداب و وظائف بہت سے ہیں جنہیں اسے دس جملوں میں بیان کیا جا سکتا۔ پہلا کام یہ ہے کہ اپنے نفس کو اخلاقی رذائل اور بری عادات سے پاک کیا جائے کیونکہ علم دل کی عبادت، مخفی نماز اور باطنی قرب الٰہی کا نام ہے۔ پھر جب کہ نماز جو کہ ظاہری اعضاء و جوارح کا عمل ہے بغیر نجاست اور گندگی سے پاک ہوئے صحیح نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح باطن کی عبادت اور دل کو علم سے آباد کرنا ناممکن نہیں ہے جب تک اخلاقی آلائشوں اور روحانی گندگیوں سے پاک نہ ہوا جائے۔

استاد کو چاہئے کہ وہ اپنے قول و فعل میں توافق پیدا کرے، ورنہ صحیح افادہ ممکن نہ ہو گا، کیونکہ اقوال دل میں اترتے ہیں، لیکن اعمال کو آنکھیں دیکھتی ہیں، استاد کا اہم فریضہ یہ ہے کہ شاگرد کی ہمت افزائی کرے تاکہ وہ خود اپنے فہم و عقل کو کام میں لائے، درس و تدریس کے علاوہ محکمہ تعلیم کے انتظامی عہدے مثلاً اے ڈی آئی زنانہ مدارس ڈسٹرکٹ انسپکٹرس، ڈویژنل انسپکٹرس و ڈپٹی ڈائریکٹریس محکمہ تعلیم وغیرہ موجود ہوں، محنت اور دیانت کی بناء پر ہم ان عہدوں تک پہنچ سکتے ہیں۔

(ب)۔ لیڈی ڈاکٹر:

نسوانی امراض کے علاج کے لیے لیڈی ڈاکٹر کا ہونا لابدی ہے، کیونکہ لیڈی ڈاکٹر کے پاس عورتیں بآسانی اور بالتفصیل اپنی امراض بیان کر سکتی ہیں، جن کو مردوں کے سامنے بیان نہیں کیا جا سکتا، یا پردہ خواتین لیڈی ڈاکٹر کے پاس جانا ہی زیادہ موزوں سمجھتی ہیں۔

یہ تعلیم اس قدر ضروری ہے کہ، اسلام کے ابتدائی دور میں بھی اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں، اگرچہ باقاعدہ ہسپتال نہیں تھے، مگر جنگ کے دوران ایک مخصوص جگہ کو بطور ہسپتال استعمال کرنے کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ حضرت رفیدہ کا خیمہ مسجد نبوی ﷺ کے قریب تھا جہاں آپ زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔

(ج)۔ نرسنگ:

موجودہ دور میں اس پیشہ کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ زنانہ ہسپتالوں میں مثلاً لیڈی ولنگڈن میں خواتین نرسنگ کے فرائض انجام سے سکتی ہیں، مخلوط ہسپتالوں میں مردانہ وارڈ کے لیے کمپوڈر ہونے چاہئیں اور زنانہ وارڈ میں نرسوں کا تعین ضروری ہے۔

ہماری نامور خواتین کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، جنہوں نے دوران جنگ زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کی، اور ہر طرح کی تیمارداری بھی کی، مگر انہوں نے اپنی حدود کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا آج کل کی نرسوں کا لباس موزوں نہیں، یہی وجہ ہے کہ اکثر نرسیں ایسا لباس پہننے کو پسند نہیں کرتی ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے ایک نرس نے اخبار میں یہ درخواست کی تھی کہ ان کا لباس معزز بنایا جائے، بہر حال اس پیشہ کو مناسب اصلاحات کے ساتھ مقبول عام بنایا جاسکتا ہے۔

(د)۔ کلرک خواتین:

موجودہ نظام تعلیم کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ زنانہ سکولوں اور کالجوں میں مرد کلرک رکھے جاتے ہیں، حالانکہ میٹرک یا ایف اے پاس لڑکیاں اس خانہ پری کے لیے بآسانی میسر آسکتی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ مرد کلرک استانیوں، پروفیسروں اور لڑکیوں کو بہت تنگ کرتے ہیں، اور معمولی سے کام کے لیے انہیں کئی چکر کاٹنے پڑتے ہیں۔ مرد کلرکوں کی بناء پر ایک تو خواتین کو دفتری کام کے سلسلہ میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کے علاوہ پڑھی لکھی خواتین کی حق تلفی بھی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ بنکوں سے روپیہ وغیرہ نکلوانا پڑتا ہے، جس کی بناء پر مردوں کو کلرک رکھے بغیر چارہ کار نہیں۔ حالانکہ یہ دلیل غلط ہے کیونکہ خواتین اگر دوسرے فرائض انجام دے سکتی ہیں تو وہ بنک میں کیوں نہیں جاسکتیں، اور پھر یہ کام ایک چپڑاسی رکھ کر بھی لیا جاسکتا ہے۔

(ر)۔ نگران زنانہ بورڈنگ ہاؤس:

اکثر بڑے شہروں میں ہائے زنانہ سکولوں اور کالجوں سے ملحقہ زنانہ رہائش گاہیں بھی ہوتی ہیں، جہاں پر دیہاتوں اور چھوٹے شہروں سے حصول علم کے لیے لڑکیاں آکر رہائش پذیر ہوتی ہیں، اور اس رہائش گاہ یا بورڈنگ ہاؤس یا ہوسٹل کی نگرانی بھی ایک پڑھی لکھی عورت کے ماتحت ہوتی ہے، یہ ملازمت بھی عورتوں کے لیے مناسب ہے، تنخواہ بھی معقول مل جاتی ہے۔

زنانہ بورڈنگ ہاؤس کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ مرد خانسامے ہوتے ہیں، جو کہ فضول حرکتیں کرتے ہیں، اور لڑکیوں سے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔ ان کے بجائے اگر باورچی خانہ میں عورتیں ہی ملازم رکھی جائیں، تو بہتر ہے، اس طرح ایک تو لڑکیوں کو کھانا وغیرہ حاصل کرنے میں دقت نہ ہوگی، دوسرے معمولی پڑھی لکھی سمجھدار عورتوں کو اچھا ذریعہ معاش مل جائے گا۔

(س)۔ وکالت اور انصاف:

اس وقت چند خواتین وکالت کا پیشہ بھی اختیار کیے ہوئے ہیں، یہ پیشہ بھی اپنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ حکومت کی طرف سے بھی اس میں کوئی

دلچسپی لی جائے۔ خاتون وکیلوں کو مناسب سہولتیں بہم پہنچائی جائیں پردہ دار خواتین پردہ میں رہ کر یہ فرض سرانجام دے سکتی ہے، البتہ ایک بات سب مرد اور خواتین وکلاء کو مد نظر رکھنی چاہیئے، کہ وکالت کا مقصد فاضل جج یا مجسٹریٹ کو رہنمائی دینا مقدمہ کے پیچھے چھپے ہوئے گوشوں کو منظر عام پر لانا اور موکل کے کیس کو بہتر طور پہ پیش کرنا ہوتا ہے نہ کہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنا۔

میری بعض بہنیں یہ اعتراض کریں گی کہ موجودہ قوانین سراسر غیر اسلامی ہیں۔ ان کی وکالت کرنا مسلمان خواتین کو زیب نہیں دیتا، مگر اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ہم ان قوانین کے نفاذ کو بامر مجبوری برداشت کر رہی ہیں۔ اس طرح ان قوانین کی وکالت بھی نہ صرف مجبوری کے تحت کی جائے گی، بلکہ اس پیشہ میں گھس کر اس کی اصلاح بھی کی جائے۔ ہماری پاکستانی خواتین نہ صرف قانون بلکہ پاکستان کے پورے نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں وکیل طبقہ جو عملی کردار ادا کر سکتا ہے، وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

انہی اصولوں کی بنیاد پر میں اپنی لائق اور باہمت بہنوں کو جج اور مجسٹریٹ کی کرسی پر بیٹھنے کی بھی سفارش کروں گی۔ ایسے تمام مقدمات جن میں کوئی عورت شامل ہو۔ خاتون میجسٹریٹوں کی عدالت میں پیش ہونے چاہئیں۔

(ص)۔ زنانہ پولیس:

ہمارے ملک میں زنانہ پولیس پہلے ہی موجود ہے، اس میں اگر مناسب اصلاحات کر دی جائیں اور معاشرے اور محکمہ پولیس کو بہتر اخلاقی بنیادوں پر استوار کیا جائے تو یہ محکمہ بھی پر کشش بن سکتا ہے۔ خواتین کو ان کی تعلیم کے لحاظ سے مناسب ترقیاں دی جائیں، اور ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ ایس۔پی کے نیچے کا کوئی عہدیدار ان کے فرائض کی ادائیگی میں دخل انداز نہ ہو۔ زنانہ مجرموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا، ان کی جامہ تلاشی وغیرہ لینا اور جیل اور حوالات میں ان کی نگرانی اور خوراک وغیرہ کا انتظام زنانہ پولیس بہتر طور پر کر سکتی۔ قیدی عورتوں اور کم عمر بچوں کو زنانہ پولیس اور زنانہ وارڈوں کے ذریعے جرائم پیشہ کو چھوڑنے اور باعزت زندگی بسر کرنے کی تربیت دی جاسکتی ہے۔

(۳)۔ ملازمہ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے ضابطے:

عورت کیلیے ملازمت کی خاطر گھر سے نکلنا جائز ہے، لیکن اس کے کچھ اصول وضوابط ہیں اگر یہ موجود ہوں تو عورت کے لیے کام کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہوگا، جیسے:

(۱)۔ عورت کو کام کرنے کی ضرورت ہو، اور اپنی ضروریات پوری کرنے کیلیے ملازمت کو آمدن کا ذریعہ بنائے۔

(۲)۔ کام ایسا ہو جو جسم، تخلیق، اور مزاج ہر اعتبار سے نسوانیت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو، مثلاً: طب، نرسنگ، تدریس، سلائی کڑھائی وغیرہ۔

(۳)۔ خواتین ایسی جگہ پر ملازمت کریں جس ملازمت کی جگہ پر صرف خواتین کام کرتی ہوں، وہاں پر اجنبی لوگوں کے ساتھ آزادانہ میل جول نہ ہو۔

(۴)۔ کام کے دوران عورت شرعی حجاب کی مکمل پابندی کرے۔

(۵)۔ کام کی وجہ سے بغیر محرم کے دوع درازیا دن ڈھلے سفر نہ کرنا پڑے۔

(۶)-کام کے لیے جاتے ہوئے کسی حرام کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے، مثلاً: ڈرائیور کے ساتھ تنہا سفر کرنا، اجنبی مردوں تک پہنچنے والی خوشبو لگانا وغیرہ۔

(۷)-ملازمت کی وجہ سے ضروری امور میں خلل پیدا نہ ہو، مثلاً: گھر کی دیکھ بھال، شوہر اور اولاد کی ضروریات وقت پر پوری کرنا۔

"عورت کیلیے ملازمت کی جگہ ایسی ہونی چاہیے جہاں صرف عورتیں ہی کام کریں، مثلاً: لڑکیوں کے تعلیمی اداروں میں کام کرے، چاہے وہاں پر کام ادارتی ہو یا فنی، اپنے گھر میں رہتے ہوئے خواتین کے کپڑے وغیرہ سلائی کرے، یا اسی طرح کا کوئی اور کام کرے۔

لہذا ایسی جگہیں جہاں پر مرد حضرات کام کرتے ہوں تو وہاں پر عورت کیلیے کام کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس سے مردوں کے ساتھ اختلاط لازم آئے گا، اور یہ بہت سنگین نوعیت کا فتنہ ہے جس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

"ڈاکٹر مس خدیجہ فیروز الدین نے اپنی ملازمت کے دوران نہایت دیانت داری سے اپنے فرائض انجام دیے۔ انہوں نے اپنی ملازمت کی ابتداء مدارس میں بطور استانی کے پھر ہیڈ مسٹریس بنیں، اس کے بعد انسپکٹریس آف اسکولز اور پھر گورنمنٹ کالج امرتسر کی پرنسپل کے عہدے پر مقرر ہوئیں۔ آپ نے اپنی ساری ملازمت کے دوران طبقہ نسواں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کئے، جہاں اور جس شہر میں خواتین کو اپنی حالت سدھارنے فضول رسم و رواج کو ترک کرنے اور اسلامی عقائد، اسلامی اصولوں اور اسلامی ارکان کی پیروی کرنے کی تلقین کی، وہ ہمیشہ پاؤں میں جرابیں اور ہاتھوں میں دستانے پہنے رہتی تھیں، اور ہمیشہ برقع اوڑھے رہتی تھیں، ان کی زندگی اس کا واضح ثبوت تھی کہ ایک پردے دار عورت بھی چاہے تو اپنے طبقہ کی فلاح و بہبود اور ملکی تعمیر و ترقی کے کاموں میں حصہ لے سکتی ہے"۔[9]

عورت کی ان معاشی سر گرمیوں کے جواز میں ایک بات کہی جاتی ہے کہ موجودہ دور میں معاشی ضروریات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ تنہا مرد انہیں پورا نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے عورت کا معاشی جدوجہد میں شریک ہونا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کی مشترکہ جدوجہد ہی سے آج کسی خاندان کے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

(الف)۔اس وقت ہر شخص کے سامنے مغرب کا معیار زندگی ہے۔ اسی منزل تک پہنچنے کے لیے وہ مضطرب اور بے چین ہے اسی کے لیے وہ سمجھتا ہے کہ عورت کے پاس لازماً کوئی ذریعہ معاش ہونا چاہئے۔ لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ مغرب میں کام کے قابل ساری عورتیں برسر روزگار نہیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تیس چالیس فیصد عورتوں کے پاس کوئی ذریعہ معاش ہے۔ ان برسر روزگار عورتوں کی بھی اکثریت مردوں کے مقابلہ میں چھوٹے چھوٹے اور معمولی نوعیت کے کام کرنے پر مجبور ہے۔ جس کی وجہ سے وہ خاندان کی آمدنی میں کوئی خاص اضافہ نہیں کر پاتیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مغرب میں صرف ان ہی خاندانوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں جن کی عورتیں خوب کما رہی ہیں اور وہ سارے خاندان معاشی پریشانیوں میں گرفتار ہیں جن کی عورتوں کے پاس آمدنی کا کوئی معقول ذریعہ نہیں ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ عورت کی معاشی جدوجہد ہی سے خاندان کے مصارف پورے ہو سکتے ہیں، اس کے بغیر اس کی ضروریات کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

(ب)۔ موجودہ دور میں، ضروریات کی کوئی مختصر فہرست نہیں ہے بلکہ یہ اتنی لمبی چوڑی فہرست ہے کہ اس میں ناگزیر اور ضروری چیزیں اور بہت سارے اسباب تعیش بھی داخل ہیں، یہ فہرست ابھی مکمل نہیں ہے۔ اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ آدمی اس بڑھتی ہوئی فہرست کے مطابق ساز وسامان فراہم کرنے میں شب وروز دیوانوں کی طرح دوڑتا پھر رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود، ضروریات، ہیں کہ پوری ہی نہیں ہوتیں۔ اگر یہ کسی طرح پوری ہو بھی جائیں تو روز بدلتا ہوا، فیشن اور نت نئے، نمونوں (ماڈلز) کی ایجاد اسے سکون اور چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔

(ج)۔ موجودہ دور نے معاشی مسابقت کا اتنا شدید رجحان پیدا کر دیا ہے کہ آدمی کے پاس لاکھوں، کروڑوں کا بینک بیلنس ہو یا قارون کا خزانہ ہی اس کے ہاتھ لگ جائے تب بھی اس کی معاشی بھوک نہیں مٹتی اور وہ ''ھل من مزید'' کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔ اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ عورت بھی معاشی جدوجہد میں کود پڑے بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ اس دنیا اور اس کے اسباب ووسائل کے بارے میں انسان کا ذہن بدلے اور وہ حرص وہوس کے جہنم سے نکلنے کی کوشش کرے، جب تک یہ ذہن نہ بدلے معاشی جدوجہد میں مرد کے ساتھ عورت ہی نہیں، گھر کا بچہ بچہ شریک ہو تو بھی آدمی کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

(د)۔ عورت کی معاشی جدوجہد سے خاندان کی آمدنی میں تو اضافہ ہو جاتا ہے لیکن فطری طور پر گھر کی طرف اس کی توجہ نہیں ہو پاتی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت کی توجہ سے گھر کے مصارف کم ہوتے ہیں اور اس کی توجہ نہ ہو تو اخراجات قابو سے باہر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح اس کی آمدنی کا عملاً بہت کم فائدہ پہنچتا ہے''۔

(ر)۔ عورت کی معاشی سرگرمی کی وجہ سے گھر کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان اختلافات رونما ہونے لگتے ہیں اور بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو پاتی۔ مغربی ممالک کا تجربہ بتاتا ہے کہ اس سے گھر کا پورا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا ہے اور گھر کی حیثیت محض ایک سرائے کی ہو کر رہ جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عورت کی آمدنی اتنی قیمتی ہے کہ اس کے لئے وہ اور پورا معاشرہ اتنا بڑا نقصان برداشت کرے؟''۔[10]

اس مادی دور میں لڑکیوں کی زندگی کا تحفظ ملازمت تصور کیا جانے لگا ہے، جس کے نتیجے میں مردوں کو اچھی ملازمت کا نہ ملنا بے روزگاری کا سبب بنا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے صرف شوق ملازمت اور نام نہاد ترقی کی اندھادھند تقلید میں نسائی پیشہ وارانہ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ صرف وہ خواتین میدان عمل میں آئیں جو واقعتاً ضرورت مند ہوں تاکہ معاشی میدان میں مسابقت کم ہونے کی وجہ سے ان کی ضروریات زندگی بآسانی پوری ہونے کی راہ ہموار ہو اور معاشرے کی دیگر خواتین اندرون خانہ اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے جوہر سے نئی نسل کی تعلیم وتربیت کرکے عظیم معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے۔

حوالہ جات

[1] ۔ ابوعبداللہ بن محمد، احمد بن حنبل، (164-241ھ)، المسند احمد بن حنبل، الرقم 17763، القاہرہ: دارالحدیث، 1993ء۔

[2] ۔ الجمعۃ 62:10

3 - النجم 39:53
4 - النساء 32:4
5- عبدالحلیم محمد ابو شقہ، ابو عبدالرحمٰن، شیخ، مترجم: شعبہ حسنین ندوی، خواتین کی آزادی عہد رسالت میں، ورجینیا، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، س ن۔ ص 342
6 - فیروز اللغات، عربی لغت، لاہور، فیروز سنز، 1979ء۔ ص 648۔
7 - خواتین کی آزادی عہد رسالت میں، ص 165
8 - محمد غزالی، امام، احیاء علوم الدین، الجزء الاول، باب الخامس فی آداب المعلم والمتعلم، ص 48۔
9 - عبدالقیوم حقانی، اسلام کی نامور خواتین، لاہور، مزنگ، نگارشات، 2018ء۔ ص 226۔
10 - جلال الدین عمری، سید، اسلام میں عورت کے حقوق، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، س ن۔ ص 63-

References

1. Abu Abdullah bin Muhammad, Ahmad bin Hanbal, (164-241 AH), Al-Musnad Ahmad bin Hanbal, al-Riqam 17763, Cairo: Dar al-Hadith, 1993. .
2. Juma'ah 62:10
3. Al-Najm 53: 39
4. Al-Nisa 4:32
5. Abd al-Haleem Muhammad Abu Shaqah, Abu Abd al-Rahman, Shaykh, translator: Shaiba Hasnain Nadwi, Women's Liberation in the Age of Prophethood, Virginia, Al-Mahad al-Ilami lalfikr al-Islami, s.n., p. 342
6. Feroze Al-Lughat, Arabic Dictionary, Lahore, Feroze Sons, 1979. P. 648.
7. Women's Freedom in Prophethood, p. 165
8. Muhammad al-Ghazali, Imam, Ihya Uloom al-Din, Part 5, Chapter 5 of the Manners of the Scholar and the Learned, p. 48.
9. Abdul Qayyum Haqqani, Eminent Women of Islam, Lahore, Mazang, Writings, 2018, p. 226.
10. Jalaluddin Umari, Syed, Women's Rights in Islam, Lahore, Islamic Publications, Vol. P. 63-